Lesson 1: Al-Isra (Ayaat 1- 10): Day 4 سُوۡرَةُ بَنِیۡٓ اسرآئیل / الإسرَاء کی تفسیر

آیت نمبر چار سے لے کر سبق کے آخر تک اللہ سبحان و تعالی نے یہ تذکرہ کیا کہ ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کے لئے فیصلہ کیا؛ یعنی تورات میں اللہ سبحان و تعالی نے پہلے سے ان کو یہ بات بتادی تھی کہ تم ضرور زمین میں فساد کروگے تو ہم دیکھیں گے کہ وہ کس قسم کے فساد کا شکار ہوئے تھے؟

اِن کی گواہی آج ان کی اپنی کتابیں دیتی ہیں کہ ان میں کس قسم کی خرابیاں آئیں کہ جن کے بعد اللہ تعالی نے دشمنوں کو ان پہ مسلط کیا اور یہ سب باتیں سنتے وقت آپ بنی اسرائیل کی جگہ آج کے مسلمانوں کو تصور میں رکھیں کہ فساد اس قسم کا نہیں ہوتا کہ کوئی کسی پر کسی قسم کی گولیاں ہی چلائی جائیں، بلکہ اللہ کی نافرمانی اور کے حکموں کو نہ ماننا بھی فساد کی ایک قسم ہے۔ سب سے پہلا فساد جو ان کے اندر آیا تھا وہ شرک کا تھا کہ انھوں نے ایک اللہ کی بجائے بتوں کو اور دوسرے خداؤں کو پوجنا شروع کردیا ایک لمبی چوڑی دیومالائی داستانیں ان کے ہاں معروف ہوچکی تھیں۔ پڑھ کے سناؤں گی آپ کو ایک چھوٹی سی کوٹیشن کہ جب یہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے ساتھ مصر سے نکل چکے تھے۔ وادی سینا میں پہنچے، وہاں ریگستان تھا، اللہ نے کہا اٹھو جہاد کرو لیکن انھوں نے جہاد نہ کیا اور اسی جگہ اندھیروں میں پڑے رہے۔ اس کے بعد چالیس سال تک اس لق ودق صحرا کی خاک چھاننے کے بعد جب وہ فلسطین میں داخل ہوئے۔ چالیس سال بھٹکنے کے بعد اللہ نے ان کو وہ من پسند جگہ دے دی جہاں ان کو جانا تھا، تو یہ علاقہ مختلف قسم کی قوموں نے آپس میں بانٹ رکھا تھا اور اپنی الگ الگ ریاستیں قائم کررکھی تھیں۔ یہ سب قومیں مشرک تھیں۔ ان کے سب سے بڑے بت کا نام 'عبل' تھا اسکی ایک بیوی بھی تھی جس کا نام 'عشیرہ' تھا۔ اس کی نسل سے خداؤں کا ایک پورا کنبہ پیدا ہوا کرتا

تھا۔اس کنبے کا ہر فرد زندگی کے مختلف شعبوں کا سربراہ تھا۔سب سے زیادہ بااختیار "بال" تھا ۔خداؤں کے اس کنبے سے باہمی عشق بازی اور فسق وفجور کے ایسے قصے منسوب تھے، جنھیں بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔ایسے مشرکانہ اور اخلاق باختہ ماحول میں جب بنی اسرائیل کا خاندان آیا، تو ان کو چاہیئے تھا کہ حق کی جو شمع اللہ نے ان کو دی ہے اس کی کرنوں سے اس ظلمت کدہ کو منور کرتے اور باطل معبودوں کی زنجیروں کو کاٹ کر انھیں اللہ تعالیٰ توحید کی دعوت دیتے۔جب ایک قوم اللہ کی پسندیدہ جگہ پہ آجاتی ہے آپ اس کو تصور کریں کہ ہم 1947 میں آزاد ہوئے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے، کافی سال کی محنت سے ہمیں زمین کا ایک ٹکڑا دے دیا؛ اب آپ اس ملک میں آگئے جہاں آج آپ بیٹھے ہیں پاکستان کے نام سے۔جب پاکستان برصغیر پاک ہند کا ایک مشترکہ حصہ تھا تو اس دور میں چونکہ یہاں ہندو بھی رہتے تھے، برہمن بھی تھے، سکھ بھی اور مسلمان بھی تھے۔تو ہر بندے نے اپنے حساب سے مختلف چیزیں رکھی ہوئیں تھیں۔ہمارا کیا ذمہ تھا کہ ہم وہاں آتے تو اسلام کی سچائی پیش کرتے۔لیکن کل جو کام بنی اسرائیل نے کیا، وہی آج ہم نے کیا۔وہ ان کو توحید سکھانے کی بجائے ان کی مشرکانہ اور اُس طرح کی اخلاق سوز رسموں سے اتنے متاثر ہوئے کہ خود بھی شرک کی طرف آگئے اور ان کا حال کیا ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں توحید کو چھوڑ کر کفر اور شرک کو اپنا لیا۔اور یہی وہ دور تھا جب ان کے اندر ایک سے زیادہ خداؤں کا جو نظریہ ہے، عام ہونے لگا۔شروع میں چونکہ تھوڑی دیر کے لئے اللہ نے انھیں غلبہ دیا کہ حضرت داؤدعلیہ اسلام کا دور تھا، انھوں نے بہت اچھی طرح مینج کیا۔

حضرت سلمان کا دور آیا انھوں نے بھی بہتر رکھا، لیکن جو نہی حضرت سلمان کا انتقال ہوا، ان کا شیر ازہ بکھرا۔ دن بدن ھدایت سے دور ہوتے گئے۔ جب بھی کسی اللہ کی چُنی ہوئی قوم میں شرک آجاتا ہے تو پھر اللہ کی ذات کو غیرت آتی ہے۔ پھر دشمنوں کو ان پہ بھیجتا ہے اور پھر وہ کہانی جو آپ کو سنائی۔ یہاں تو اللہ تعالی نے تو صرف دو دفعہ فساد کا ذکر کیا ہے لیکن اگر آپ آج بھی بنی اسرائیل کی ہسٹری پڑھ کے دیکھیں، تو آپ کو چھ مختلف واقعات ملیں گے اس قوم کے کہ جہاں یہ بگڑتے تھے پھر ان پہ دشمن آجاتا تھا۔ پھر ذرا سیدھے بنتے، ذرا ھدایت آتی، پھر اللہ تعالی معاف کر دیتا۔ پھر ھدایت کے بعد ان کو غلبہ دے دیتا۔ پھر بگڑ جاتے پھر گر پڑتے۔ پھر اس طرح سے کبھی یہ عروج پہ تھے کبھی یہ زوال پہ تھے۔

حضرت سلمان علیہ اسلام کی وفات کے بعد جب یہ بہت زیادہ بگڑے تو اللہ تعالی نے ان کے اوپر مصر کے ایک حکمران کو بادشاہ بنا دیا۔ بیت المقدس کا سارا سامان لوٹ کے لے گیا۔ وہاں کا سونا، چاندی لے گیا اور شہر کو اور مسجد کو گرا دیا۔ پھر اسکے چار سو سال بعد بیت المقدس میں بسنے والے بعض یہود نے جب بت پرستی شروع کر دی؛

تصور کریں کہ یہود جو چنے ہوئے لوگ تھے اب بت پرستی کر رہے ہیں اور باقی جو قوم میں دوسری خرابی پیدا ہوئی تھی، وہ ناچاکی کی تھی، اختلافات کا شکار ہوئے باہمی جھگڑے ہونے لگے۔ ایک بنی اسرائیل کی قوم بارہ مختلف قبیلوں میں بٹی ہوئی تو پہلے تھی لیکن پھر اُنہی بنیادوں پہ ان کے جھگڑے ہوئے، آپس میں اختلافات شروع کر دیئے۔ دوبارہ مصر ہی کا ایک بادشاہ تھا جس نے ان پہ چڑھائی کر دی۔ اور دوبارہ ان کی مسجدوں اور شہر کو برباد کیا۔ یہاں پہ آپ نے دیکھا کہ (فجاسو) کا لفظ آیا ہے کہ

جب بھی کوئی دشمن آتا ہے تو مسلمانوں کی مذہبی عبادت گاہوں کو گراتا ہے کیونکہ ان کو پتا ہے عمل کریں یا نہ کریں لیکن یہ مسجد کے لئے بہت جذباتی ہو جاتے ہیں۔ پھر یہاں دوسری مرتبہ ان کو تباہ کیا گیا، کچھ سال گزرے پھر بخت نصر آیا، بابل سے اس نے بیت المقدس پہ حملہ کر دیا۔ پھر اس نے شہر کو فتح کیا، مال لوٹ لیا اور بہت سارے لوگوں کو قیدی بنایا۔ جن میں حضرت عزیر بھی تھے اور ہم پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ کیسے انھوں نے اپنے حافظے سے تورات لکھی تھی اور انھیں اللہ تعالیٰ نے سو سال مارنے کے بعد زندہ کر دیا۔

اسی طرح آپ دیکھیں کہ ان کی تھوڑی سی حالت بہتر ہوئی تو ایک نیا بادشاہ آیا، جو بُت پرست تھا، بد عمل تھا۔ اس نے بخت نصر سے بغاوت کی اور پھر دوبارہ ان کے اوپر چڑھ آیا۔

یعنی آپ پوری تاریخ دیکھیں تو مجھے لگتا ہے جیسے آج کے مسلمانوں کی تاریخ ہے۔ آپ دیکھیں 1947 کو ہم آزاد ہوئے۔ خون بہے، کتنی عزتوں لوٹیں، کتنے بے گھر ہوئے، کچھ آنکھیں کھل جانی چاہیے تھیں، نہیں کھلیں۔ ۱۹۶۵ کی بات ذہن میں رکھیں۔ آپ نے جاننا ہو تو چھ ستمبر کو جو جنگ ہوئی پاکستان نے اپنا آپ منوایا، کچھ حد تک اس وقت دل میں اللہ کا خوف موجود تھا۔ تھوڑی سی قربانیاں ابھی یاد تھیں اللہ تعالیٰ نے مدد دی۔ مسلمانوں جیت گئے۔ چھٹے ہوئے حصے بھی مل گئے۔ لیکن تھوڑی سی عیاشی میں جب پڑے ۱۹۷۱ میں، کیا ہوا آدھا پاکستان کٹ گیا۔ وہ اب ہمارا اور مسلمان ملک بن چکا ہے؛ لیکن ہم نے تو کھو یا کیوں ٹوٹا اور ۷۱ سے آگے سے لے لیں تو لگتا ہے کہ ہر دن ایک پتہ گرتا جا رہا ہے ہر دن ایک چیز گرتی جا رہی ہے۔

اللہ بلاوجہ قوموں کو تباہ نہیں کرتا! جب ان میں شرک آجائے، جب ان میں اختلافات آجائے، جب لوگ آسودہ حال ہونے کے باوجود اللہ کے دین کو بے یار و مددگار چھوڑ کر خود اپنے آپ کو سجانے سنوارنے لگ جائیں اور کسی قانون کے پابند نہ ہوں، تو اللہ تعالی کے عذاب ایسے آتے ہیں اور خاص طور پر فساد کی وہ قسم کہ جس کو آج تو ہم دنیا میں دیکھ ہی سکتے ہیں، جس کا بنی اسرائیلی شکار ہوئے تھے۔

آپ کو کچھ فگر پڑھ کے سناتی ہوں۔ کہ ان لوگوں میں کس قسم کا بگاڑ تھا۔ پھر اللہ تعالی نے ان لوگوں کو پکڑا۔ اور آج یہ خود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا ہوا۔ اور اللہ تعالی نے ہمیں پہلے سے یہ بات کی خبر دی تھی۔

یہ انسائیکلوپیڈیا برطانیہ ہی کے صفہ نمبر ۵۱۱ جلد نمبر ۱۱ ہے کہتے ہیں؛ ایک مرتبہ ایک بادشاہ تھا، جو روم گیا ہوا تھا تو اس کی ملاقات اسکے بھائی فلپ کی بیوی ہیروڈیاسا سے ہوئی۔ وہ اس پہ فریفتہ ہو گیا اور اسے اپنے گھر ڈال دیا۔ یعنی اپنے بھائی کی بیوی سے محبت کرنے لگا اور اس کا اِسکے ساتھ تعلق بڑھا۔ حضرت یحیٰؑ علیہ اسلام نے اس پر شدید احتجاج کیا اور اس کو اس فعلِ قبیح سے باز رہنے کی تلقین کی۔ لیکن شاہی غرور نے اس کو اجازت نہ دی کہ وہ اس نبی برحق کی نصیحت کو قبول کرتا۔ الٹا وہ غصے میں آ گیا۔ اور اپنی داشتہ یعنی اپنی گرل فرینڈ کے اکسانے پر حضرت یحیٰؑ علیہ اسلام کا سر مجمع عام میں قلم کر دیا۔ یہ فساد کی قسم دیکھ لیجئے۔ اسکے بعد ہیرٹ اگراپا، دوسرا جو اسکا لڑکا تھا تخت نشین ہوا۔ اسکا حال یہ تھا کہ اپنی ہی بہن جسکا نام 'برینائیس' تھا، اس کے ساتھ اسکے ناجائز تعلقات تھے۔ یہ خاندان صرف سیاسی حکمران ہی نہ تھا بلکہ یہودیوں کا روحانی سردار بھی تھا اور بڑے بڑے مذہبی پیشوا مقرر کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔ انسائیکلوپیڈیا، بٹانکا کی رپورٹ ہے ۵۱۲ پہ ۱۱ جلد ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ فساد کی وہ قسم جس میں زنا

،بدکاری، نامحرمات کے ساتھ زنا، بہن کی اور بھابھی کی عزت جس میں محفوظ نہ ہو جب قوموں میں ایسی برائیاں آجاتی ہیں تو پھر اللہ تعالی ان کو پکڑلیتا ہے۔ اس وقت میرے پاس تقریباً دس سے پندرہ کوٹیشن موجود ہیں کہ کس طرح اللہ تعالی نے یہ سب کچھ ان کو تورات میں بتادیا تھا۔ اتنا وقت نہیں ہوتا کہ ہم ایک ایک چیز دیکھیں لیکن عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے۔

اگر آج ہم ان کے حالات کو پڑھتے وقت اپنے حالات پہ غور کریں اور ہم اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ اب ہمیں بھی ابھرنے کا موقع دے۔ اب ہمارے اندر سے بھی شرک ختم کروا۔ ہم بھی بدعات کو چھوڑیں، ہمارے ملک جو ایک پتلی سی ڈوری سے بندھے ہوئے دکھتے ہیں وہ کب پکی ہو گی؟ جب امت میں توحید آئے گی، فرقہ واریت کا خاتمہ ہو گا۔ زنا اور بدکاری کے اڈے بند ہونگے، پھر اللہ تعالی کی طرف سے مدد آتی ہے۔ پھر ہم نہیں ڈھونڈیں گے؛ اللہ خود کسی مردِ مومن کو بھیج دے گا، جو مسلمانوں کے حالات بہتر کرے گا۔ ورنہ یاد رکھئے جب چہرے بگڑتے ہیں تو عوام کے چہرے بگڑتے ہیں (لِيَسُوٓءُا) کا لفظ دیکھیں کہ تاکہ وہ ان کا حلیہ بگاڑیں۔

کتنی تکلیف دینے والی بات ہے کبھی ماں کو بچے پہ غصہ آتا ہے تو کہتی ہے دیکھنا میں تمہارا حال کیا کرتی ہوں۔ وہ یہ نہیں کہتی کہ تمہیں ماروں گی بلکہ کہتی ہے تمہاری حالت ایسی کروں گی کہ دوسرے دیکھیں گے۔ تو ان کو پتا چلے گا کہ تمہاری ماں نے تمہارے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔ اور چہرے بگڑتے کب ہیں جب چہرے پہ غم آتا ہے، دکھ آتا ہے، جب کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ اسی طرح چہرے کے بگاڑ سے مراد یہاں دینی بگاڑ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کیا آج مسلمانوں کے چہرے بھی بگڑے ہوئے ہیں؟

جب مسلمان اپنے حال حُلیے، چہرے مُہرے سے ہی مسلمان نہ لگے تو یہ اصل میں چہروں کی تبدیلی کی ہی بات ہے کہ اللہ تعالی نے بتادیا کہ جو اللہ کی چنی ہوئی قوم ہے، وہ ایسے لگے کہ وہ اللہ کی چنی ہوئی قوم نہیں ہے۔ یہ اصل میں ان کے چہروں کا بدلنا ہے۔ وہ قوم جس کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب کے لئے چنا تھا انھوں نے نسلی اور روایتی مسلمان ہونا قبول کر لیا اور اصل اسلام کو چھوڑ دیا۔ یاد رکھیں جب دشمن حملے کرتے ہیں تو لفظی ایمان کام نہیں آتا، اس وقت حقیقت میں بندے کو دین کی روح کو بیدار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

آج میں پورے شعور سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ دور آچکا ہے؛ اس وقت دین کو عام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، شعوری دین کو عام کرنے کی ضرورت ہے، مسلمانوں کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے، سوئی ہوئی نسلوں کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ بے روح نمازیں پڑھا لیں، فائدہ کچھ بھی نہ ہو گا۔

اللہ نے ان کے اوپر اتنے عذاب ڈالے تھے کہ پانچ پانچ سو یہود ایک وقت میں مارے جاتے تھے۔ ان کو بھوکا رکھا جاتا تھا۔ اتنا بھوکا رکھا جاتا کہ جب کھانا ملتا تو اتنی کثرت سے کھاتے تھے کہ زیادہ کھانے کی وجہ سے مر جاتے تھے۔ انھوں نے جاتے جاتے یہ ظلم کیا کہ مال کی محبت کے تو یہ حریص تھے ہی، انھوں نے بیت المقدس میں سونے کے بت اور چیزیں رکھی ہوئیں تھی وہ نگل لیں کہ چلو ہم جائیں گے تو سونا ہمارے ساتھ جائے گا۔ تو مقابلے میں بھی رومنز تھے انھوں نے بھی ان کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کے سونا نکالا۔ کبھی پڑھ کے دیکھیں، کہ کیا کیا امتوں کی کہانیاں ہیں۔ کیسے اللہ لوگوں کو اکھٹا کر کے کہتے ہیں کہ یاد رکھو، ابھی بھی اللہ تمہیں ایک موقع دیتا ہے۔ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ کہ شاید اب بھی

اللہ تم پہ رحم کرے، آؤ! اللہ کا نبیؐ مکہ میں مدینہ میں آچکا، موجود ہے، تھوڑی سی کوشش کرو، ان کا ساتھ دو اللہ رحم کرے گا جب تم توبہ کروگے۔

پیچھے کہا تھا کہ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ۘ تم دوبارہ یہ کام کروگے، ہم دوبارہ یہ کریں گے لیکن یہاں چانس دیا گیا۔وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ۘ یہاں اشارہ ہے کہ اگر تم نے اس نبیؐ کا ساتھ نہ دیا، تو پھر تمہاری وہی حالت ہوگی جو پیچھے دو دفع ہو چکی اور اگر یہاں نہ بھی پکڑے گئے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ﴿٨﴾ اور کافر لوگوں کے لیے ہم نے جہنم کو قید خانہ بنا رکھا ہے۔

حَصِيرًا حصر سے حصار، محاصرہ کسی چیز کو چاروں طرف سے گھیر لینا۔ سورت العراف ۴۱ میں آتا ہے (لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ) ان کے لئے جہنم کا بچھونا ہے اور اوپر جہنم کی اوڑھنی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ بھی آتا ہے کہ تنگ جگہ میں داخل کئے جائیں گے۔ تو اشارہ تھا۔ تو وہی ہوا ، یہاں بات نہیں لکھی ہوئی لیکن ہوا وہی کہ تیسری دفعہ بھی انھوں نے بگاڑ ہی کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کی کوشش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا معاملہ ایسا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن سمجھتے تھے۔ اللہ تعالی نے ان کو مدینہ سے بھی نکال دیا۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے ﴿٩﴾

اللہ تعالی بچنے کی ایک ہی صورت بتاتے ہیں اور وہ یہ کہ یہ قرآن سیدھے راستے کی راہ نمائی کرتا ہے، ادھر اُدھر سے رہنمائی لوگے تو کبھی فائدہ نہیں ہو گا۔ یہ قرآن ہی تو ہے جو سیدھے راستے کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ تو ایک سمندر ہے، جو اسکی گہرائی میں اترے گا سیپ اور موتی پائے گا اور جو اسکو اوپر سے عبور کرنا چاہے گا اوپر اوپر سے گزر جائے گا۔ جو واقعی اسے اپنے جسم کا حصہ بنائے گا، روح میں پکار سمجھتے ہوئے لے گا، تو پھر یہ اسکو بالکل سیدھی اَقۡوَمُ زندگی پر لے جائے گا۔

اس لفظ اَقۡوَمُ کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو آج بھی الحمد للہ جو مومن سچے ہیں وہ مطمئن ہیں۔ ان کی زندگیاں ساری تکلیفوں سے پاک ہیں۔ آج بھی وہ اپنے تن، من، دھن سے اپنے مشن میں لگے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی نے کسی کو حرم کے لئے چنا ہوا ہے، تو کسی کو مدینہ کے لئے چنا ہوا ہے۔ کسی کو بڑی بڑی یونیورسٹی میں علم پہچانے کے لئے چنا ہوا ہے۔ آج بھی قرآن پہ عمل کرنے والے ہی اَقۡوَمُ ہیں، کیوں کہ اُن کے گھروں میں سکون ہے۔ یہی اصل میں حیاتً طیبہ کی مثال ہے۔ سورۃ نخل میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ اللہ تعالیٰ ہی دیں گے ان کو حیات طیبہ؛ یہ کہاں سے ملتی ہے، یہ قرآن کے سفر سے ملتی ہے۔ ہم سب بھی جس سفر پہ چلے ہوئے ہیں، یہ ہماری زندگیوں کو سیدھا کرنے والا ہے۔ ہمارے دلوں کو، ہمارے قبلوں کو سیدھا کر رہا ہے۔ ہمارے رسم ورواج کھانے پینے کو یہ قرآن بالکل سیدھا کرتا ہے۔

اور جو قرآن سیدھا نہ کرے تو اُس نے اصل قرآن ہی نہیں پڑھا، آپ چھ چھ قرآن پڑھیں اور آپ کچھ بھی نہ سیکھیں، تو سیدھے نہیں ہوں گے۔

ان شااللہ اس پہ سورت الکھف پہ بھی بات ہو گی اللہ تعالی نے وہاں بھی یہی خوبی بیان کی ہے شروع شروع میں یہ قرآن تمہارے سر پہ دربان بن کی کھڑا ہو جاتا ہے۔ آپ پتا نہیں اس کو محسوس کرتے ہیں کہ نہیں کوئی آپ کے پاس ہو نہ ہو قرآن کی آیتیں آپ کے سامنے آتی رہتی ہیں۔

پھر کہتا ہے؛ سناؤ بھئی ابھی تو یہ سن کے آئے تھے ابھی کیا ہوا؟ ابھی تو یہ سنا کے آئے تھے ابھی یہ کیا ہوا؟ اور یہی وہ چیز ہے جس سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور جب انسان اس قرآن کو کسی استاد کے ساتھ پڑھ لیتا ہے تو وہ اپنے بہت سے تجربوں سے خود کو بچالیتا ہے۔ بہت سا وقت ضائع ہونے سے بچالیتا، نقصان سے بچالیتا ہے۔ بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں پڑھنا آتا ہے، کتابیں بھی موجود ہیں ، پڑھ لیں۔ اب کیا حرج ہے سمجھ آئی ہی گی ہے، اب گھر بیٹھتے ہیں، تفسیر کھولتے ہیں پڑھ لیتے ہیں۔ اَقْوَم کی جگہ کہیں اور ہی پہنچ جائیں گے۔

یہ قرآن تب سمجھ آتا ہے جب بندہ خلوص کے ساتھ اس کو پڑھتا ہے، سمجھتا ہے اور اسکو اپنا وقت اور سب کچھ دیتا ہے۔ پھر وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ خوشخبریاں بھی دیتا ہے ایمان والوں کو، سبحان اللہ قرآن خوشخبریاں کس کو دیتا ہے مسلمانوں کو، نہیں، مومن کو، مومن وہ ہوتا ہے جو سچے دل سے مان لیتا ہے ۔ جو اس کتاب کے لئے قربانیاں دینا چاہے۔ جو اس کتاب کو اپنی زندگی کی ورک بک بنا لے، ہینڈ بک بنا لے۔ جو ہر لمحے اس کتاب کے ساتھ عمل کرنے والا بن جائے۔ اس کو خوشخبریاں ملتی ہیں کیونکہ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ نیک عمل کرنا بھی لازم ہے۔ یہ پڑھنا پڑھانا تب ہی کام آئے گا جب الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ زندگی میں عمل صالح کی کھیتیاں لگیں گی۔ کیا خوش خبری؟ وَاَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ مسلسل اور تسلسل کے وزن پہ آتا ہے۔ یہ نہیں کہ چند سال اس قرآن کو پڑھنے کے بعد اسکی برکتیں ختم ہو

جائیں گیں۔ نہیں ایسا بالکل نہیں ہو گا، بلکہ یہ قرآن مسلسل آپکے لیے صدقۂ جاریہ بن جائے گا۔ آپ محسوس کریں گے کہ جس راستے پہ آپ چلے تھے وہ منزل اب قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے۔ قرآن جس طریقے سے انسان کی ھدایت کرتا ہے وہ أَقْوَمُ ہے، عربی کی تفسیر قرطبی کا ترجمہ ہے؛ کہ أَقْوَم وہ راستہ ہے جو منزل مقصود تک پہنچانے میں قریب بھی ہو، آسان بھی ہو اور خطروں سے خالی بھی۔ جو لوگ قرآن کے لئے تھوڑی دیر کے لئے قربانیاں دے لیتے ہیں، تو پھر اللہ تعالی اس کتاب کی برکت سے ان کو ہمیشہ کی آسانیاں دے دیتا ہے۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ قرآن پاک انسانی زندگی کو جو احکامات دیتا ہے وہ ان تینوں اوصاف کے جامع ہے۔ بعض اوقات انسان قرآن پڑھنے کو مشکل سمجھتا ہے یا اس پہ عمل کرنے کو مشکل سمجھتا ہے لیکن آنے والا وقت اسے بتاتا ہے کہ اللہ کی ذات جو ذرے ذرے کا علم رکھتی ہے، وہ جو ہمیں احکامات دیتی ہے وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیں تھوڑا سا صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ اور جو لوگ آخرت کو نہ مانیں انہیں یہ خبر دیتا ہے کہ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے ﴿۱۰﴾

اس کے برعکس جو لوگ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں اور اس کتاب کو کتابِ زندگی نہ بنا سکیں۔ وہ آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں ہی خس وخاشاک بن جاتے ہیں۔ ان کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ملتا۔

ہم اللہ تعالی سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں وہ کام کرنے کی توفیق نہ دے جو پچھلی قوموں نے کئے اور دنیا میں تباہ وبرباد ہوئے اور لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اُن کا اخرت کا انجام بھی بُرا ہو گا۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اچھے کام کر کے اس قرآن کو گائیڈ بنا کر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین